

ہندوستان بھر میں سکھوں و آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا کبلا اخبار

کواہل

بھلائی اللہ تعالیٰ منہم



نہ عوام سے سے
 ہا ہی سے
 امتیازی قیمت سے
 نرات کے اسما کے گرامی اخبار کے
 کی فہرست میں درج ہوں گے۔
 وہ جو کچھ عنایت کرینگے عطیہ تصور ہوگا۔
 (نوٹ) خط و کتابت میں چٹ و پتہ کا ذکر ضرور
 دیں ورنہ عدم تعمیل شکایت نہ ہوگی

۱۔ بركات کا ذکر کرنا اور دیگر نیک اعمال
 ۲۔ ایسوں کے حلوں سے اسلام کو
 ۳۔ مبارک کو اسلام کے منور چہرے سے
 ۴۔ حضرت باور رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیم کو سکھ
 صاحبان میں پھیلاتا اور انھیں اسلام کی دعوت
 دینا
 ۵۔ گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی

:- قادیان دارالامان سے انگریزی مہینہ کی تاریخ کو شائع ہوتا ہے :-

جلد ۱۱ ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان نمبر ۱۸

زبیل

علاوہ اخبار کے پہلے پندرہ روزہ ذریعہ کارڈ اطلاع دینے
 کیلئے ۱۳۹۹ء کی لیے گئے جس میں سے تمام نمبر
 وصول اور ۲۲ روزہ راز جگہوں کی سیر کے
 دفتر میں ایس آگے ہیں اگرچہ پانچ مہینے ہر ایک دی پی
 قادیان سے لیکر برہما اور پھر برہما سے لیکر قادیان
 تک کی سیر کی مگر واقعہ یہ کہ یہ سیر دفتر نور کے بہت
 منگنی پڑی جہاں ہمیں عدم وصول ہونا چاہیے تھا
 وہاں تقریباً ۶۰ وصول ہوئے اور ایک ایک تاحال
 ان خانہ کے صمان میں رکھیں ان کا کیا حشر ہو
 دفتر انہی طرف سے ہر ممکن سے ممکن کو شش کرتا
 ہے کہ اگر کسی کو دی پی وصول کرنے میں ذرا بھی تاہل
 ہو تو اس کے نام دی پی ہرگز نہ کیا جائے۔ چنانچہ اول
 تقریباً ایک ماہ قبل اخبار میں اعلان کیا جاتا ہے پھر
 پندرہ روز پہلے ہر ایک کے نام بذریعہ کارڈ اطلاع
 دی جاتی ہے جسکی طرف سے یہ جواب آتا ہے کہ دی پی

نہ کیا جائے۔ ان کے دی پی روک لیے جاتے ہیں
 اور باقیوں کے نام دی پی بھیج دیے جاتے ہیں۔
 باوجود اس قدر شدید احتیاط کے پھر نصف سے زیادہ
 دی پی واپس آجائیں نور کے ناظرین کی طرف سے یہ
 غیر خواہی اور ہمدردی کم از کم ہماری سمجھ سے باہر ہے
 ہمیں رنج ہے تو صرف اس امر کا کہ جب پندرہ روز پہلے
 نام تمام بذریعہ کارڈ اطلاع بھیج دی جاتی ہے تو جن دوستوں
 کی منشا دی پی وصول کرنے کی نہیں ہوتی وہ
 کیوں اطلاع نہیں بھیج دیتے دی پی واپس کر نہیں
 کونسا کار ثواب سمجھتے ہیں جہاں سو میں سے تقریباً
 ستروی پی واپس آجائیں وہ اخبار کب تک قائم رہ سکتا
 ہے۔ اور پھر ہرگز ان میں کہ یہ سلوک کسی مجاہد پرچہ کیساتھ
 روار کھا جاتا ہے نور کے ساتھ جسے آریہ اور سکھوں کے
 متعلق مضامین کے اپنے اور بگٹانے سب معترف ہیں
 کہ آج ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں شاعت
 اسلام کرنے والا نور ایسا ہی اخبار ہے کیا حضرت کا تازہ
 اعلان دوستوں کو یاد نہیں رہا حضرت فرماتے ہیں کہ

دو کام کرنیوالوں کی اعانت کرنا ہر ایک کے لئے فرض ہے
 اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح
 کر رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اپنی
 فرض شناسی سے غافل نہیں رہے گی اور ہر ایک احمدی
 نور کی اعانت کو اپنا فرض خیال کرے گا۔ سر دست
 میں بھی پانچ خریداریوں کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں
 حضرت کی تحریر صاف ہے۔ پھر سو میں سے تقریباً
 ۷۰ دی پیوں کا بلا وجہ باوجود اس قدر شدید احتیاط
 کے واپس آجانا میرے لیے سخت تعجب اور حیرت کا
 موجب ہے دوستوں کے اس سلوک کو دیکھ کر ہمتو
 گھٹنوں ماتھا پکڑے بیٹھے رہتے ہیں۔
 احمدی قوم کی ذمہ داری کا اعتراف
 ۱۰۔ اسی لئے کہ انہیں لگتا ہے کہ نجیب گورنمنٹ کی طرف سے ایک
 سرکاری خبر شائع ہوئی ہے کہ قادیان کے احمدی مسلمان بڑے
 تعداد میں اور جوش خروش حال کشادوں کو دبانے کے لیے کوشش
 کرتے رہے اور ایسی ہر ایک سازش سے قطعی کٹنا کہش ہے

اندونی چین میں عیسوی مشن کا قیام

KHILAFAT LIBRARY

یادری ہڈسن ٹیلر جو ۱۸۶۰ء میں چین میں تبلیغ دینی مہمیت کے لیے کام کرتا رہا تھا وہاں سے جب وہ پانچ سال گزار کر انگلستان میں پہنچا۔ تو اس کا دل اُن لکھنؤ چینی باشندہ کی گری ہوئی حالت پا کر اُن کی مدد دینے لگا۔ جو چین کی وسیع سلطنت کے اندرونی حصص میں رہتے تھے۔ سب سے پہلے اُس نے اپنے اُس چھوٹے سے مشن کے لیے نئے کام کرنے والے بھیانک کرنے کا تردد کیا۔ جو اُس نے شہر سنگ پو میں قیام کیا تھا۔ اُس زمانہ یعنی ۱۸۶۲ء میں اُن سلطنت چین کے اندر صرف ایسوی مسیحیت کی مختلف فرقوں کے تبلیغ عیسویت کا کام کر رہے تھے جو ابھی تمام کے تمام سواحل کے شہروں میں تھے اور چین کے اندرون علاقہ میں ایک یادری بھی نہ تھا یادری ٹیلر نے سب سے پہلے تو جگہ مشنری سوسائٹیوں کو ترغیب دی کہ اندرون علاقہ میں اپنے یادری بھیج کر تبلیغ دین کا کام کریں۔ مگر جب اس میں ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی تو اُس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ خود کو شش کر کے ایک علیحدہ مشن اس کام کے لیے بنا سکے۔

یادری ٹیلر نے سب سے پہلا اصول یہ رکھا کہ روپے کے لیے کسی شخص سے ادا قبول نہ کیا دے۔ سوائے خدا تعالیٰ کے۔ چنانچہ اس مشن کے قیام اور اس کی ضرورت کیلئے جتنے بھی اشتہار و کتب اُس نے انگلستان میں شائع کیں اُن میں سے ایک میں بھی روپے کی ادا و طلب نہیں کی۔ باوجودیکہ اس کے بعد روپے اُس کی اس فرخ گذاشت اُسے کما سنا۔ مگر وہ اپنے اصول پر مضبوطی سے قائم رہا اور اس کے عجیب غریب نتائج نے اس کی دہائی پر عمر لگا دی۔ شروع میں ۱۸۶۲ء میں جب وہ اپنی جماعت کی روٹھی چلی گئے لیے جہاز کی تلاش میں تھا۔ تو وہ ایک دن کنریل پلٹ کا ہمان تھا جو ایک ضروری جلسہ کا صدر تھا اُس نے جب دستور گوش کی کہ حاضرین سے امداد کے لیے چندہ جمع کیا جاوے کیونکہ اُن میں سے اکثر اس نیک خیریت میں کچھ نہ کچھ دینے سے دریغ نہ کریں گے۔ مگر باوجود صدر کے اصرار کے یادری ٹیلر نے حاضرین سے امداد کی ذرا بھر بھی تحریک کرنی کو امان نہ کی۔ ٹیلر صاحب کی اس بے غرضی نے صدر پر اتنا اثر کیا کہ وہ بھی اس ارادہ سے باز آگیا۔ مگر اس وقت اپنی

طرف سے پانچ سو پونڈ کا چیک یادری موصوف کے حوالے کیا اور ساتھ ہی کہا کہ اگر آپ حاضرین سے چندہ لینے کی تحریک قبول کر لیتے۔ تو میرا ارادہ صرف پانچ پونڈ دینے کا تھا اور یہ سو گنا رقم شخصی آپ کی رات کی دعاؤں کا نتیجہ تھی۔ یہ واقعہ ۳۳ مئی کا تھا۔ اور اسی دن دوپہر کے وقت ٹیلر صاحب کو جہاز کی ایکٹ کار قہ ملا کہ ایک جہاز چین کو الٹا ہے جو آپ کے سب آدمیوں کو بھجائے گا۔

وہ فوراً لندن پہنچ کر جہاز پر گیا اور یہ دیکھ کر کہ یہ اُس کے آدمیوں کے لیے کافی آرام دہ ہے اُس نے اپنے ہمراہیوں کا سارا کر یہ لندن تاشا بھی کر نیل پلٹ کے چک سے ادا کر دیا۔

اس کے دس سال بعد پھر وہ انگلستان واپس آیا تو برائٹن میں ایک جلسہ کے اختتام پر راستہ چلتے ہوئے ایک روسی امریکائی سے آواز دی اور ایک نیک نوٹ اُس کے حوالہ کیا۔ لیکن ٹیلر نے اُسے بڑی رقم دیکھ کر خیال کیا کہ شاید دینے والے کی مڑی غلطی ہے اُسے کہا کہ کیا آپ کا مجھے پانچ پونڈ دینے کا ارادہ نہ تھا مگر چونکہ یہ پچاس پونڈ کا ہے آپ اسے واپس لے لیں۔ مگر امریکائی نے اس جواب حیران ہو کر کہا کہ میرا ارادہ تو پانچ پونڈ ہی دینے کا تھا اس لیے اب میں اسے واپس نہیں لے سکتا۔ اس جواب سے متاثر ہو کر ٹیلر مشن ہیڈ کو اُس میں پہنچا جہاں اُس نے دیکھا کہ ساری جماعت دعا میں مشغول ہے۔ کیونکہ چین کو مشن کی امداد کیلئے جتنی رقم بھیجی تھی وہی کتنی اُس میں سے رقم پونڈ۔ گیارہ شلنگ کم تھے۔ خدا تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول کر کے وہ ملی اُس ذریعہ سے پوری کر دی۔

ایک دفعہ مشن کے اخراجات کے لیے دس ہزار پونڈ کی ضرورت ہوئی تو اُس نے سچے جماعت خدا کے حضور میں گڑ گڑانا شروع کیا کہ یہ رقم خدا آدمی پوری کر دیں تاکہ مشن حسب کتاب رکھنے کے مزید اخراجات و تکلیف سے بچ جاوے۔ چنانچہ بجائے دس ہزار کے گیارہ ہزار پونڈ گیارہ پونڈ نے ادا کر دیا۔

۱۹۰۹ء میں چین کے باکسوں کی بنیاد کے موقع پر اس مشن کے ۴۵ آدمی علاوہ ان کے گھرانوں کے مارے گئے۔ مگر یادری ٹیلر نے کسی کا سواغہ بھی طلب نہ کیا جبکہ تمام انگریزی نے بہت خوشنودی کا اظہار کیا۔ سارے ذاتی چندوں سے

مشن کی امداد کی اس بنیاد کے عرصہ ہی نام عیسوی فرقوں کے مشنریوں کی ایک متحدہ کانفرنس مقام ٹاشا بھی منعقد ہوئی جس میں ٹیلر صاحب کو افتخاری تقریر کرنے کے لیے مدعو کیا گیا۔ جس میں اُس نے پانچ سال کے عرصہ میں انگریز مشنری والٹر چین میں اشاعت مذہب عیسویت کیلئے کیا کرنے کی اپیل کی جسے تمام کانفرنس نے متحدہ طور پر منظور کیا۔ اور پانچ برس کے بعد جو کمیٹی اجلاس مشنری اس بارے میں رپورٹ کرنے پر مقرر ہوئی تھی اُس نے اُن پر کیا کہ نصف ایکڑ اریبلہ ۱۵۵۵ ۱۱ مشنری ۵ سال کے عرصہ میں چین میں زائد بھیجے گئے ہیں۔

اس سے چالیس سال قبل مشنری ٹیلر نے صرف چوبیس مشنریوں کی مالک ہیں کے لیے استدعا کی تھی یعنی گیارہ صوبوں کے لیے فی صوبہ دو دو اور ایک ایک چینی تاجر اور تبت کے لیے اور اب اسکی وفات کے قریب چوبیس سال کی عمر واقع ہوئی کوئی مقام مشنریوں سے خالی رہا صرف صوبہ یون میں ہی ۱۱ مشنری جو ۱۱ سوسائٹیوں کے ساتھ متحد اور مختلف مقام میں کام کرتے ہیں مع ایک جماعت چینی عیسائیوں کے موجود ہیں۔

مذہب بالادوات سے ثابت ہو سکتا ہے کہ ایک درودی رکھنے والا ان اپنے استقلال اور بہتری خلائق کے مدعا کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے یہ ایک ایسے شخص کی کوشش کا نتیجہ ہے جس کا مذہب علینا نیست اور جس کے ماننے میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ ایسے آدمی اگر مسلمانوں میں پیدا ہو جائیں تو تبلیغ دین کے لیے ذرا سا بھی خوش استقلال رکھتے ہوں اور اشاعت اسلام کا کام کرنے میں معمولی رکاوٹوں اور تکالیف کی پرواہ نہ کریں۔ تو وہ چند ہی سالوں میں ملکوں کی کاپا بٹ سکتے ہیں۔ تمام یورپی ممالک۔ افریقہ۔ ایشیا۔ امریکہ وغیرہ کے میدان ہمارے سامنے موجود ہیں۔ دو دو چار چار اسی بلکہ مختلف ممالک کو اپنا تبلیغی دائرہ بنا لیں۔ اور جو جو مسائل مشنری اپنے دین کی تبلیغ کے لیے پیدا کرتے ہیں وہی اختیار کریں۔

زبان کا سوال وہاں کچھ عرصہ رہنے سے خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ یہ سوال اتنا اہم نہیں جتنا خیال کیا جاتا ہے۔ سوال تو صرف وہاں جانیو آدمیوں کا ہے۔

نور کے گزشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا کہ صدقۃ الفطر

ایک غلطی کی اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 محمدہ مصطفیٰ علیہ السلام
کیا یہ تنازعہ ہے
مسافر اگر غور کرے
 (از جناب مولوی محفوظ الحق صاحب علی)

مسئلہ تنازعہ جس قدر بے اصل ہے اور غلط فہمی پر مبنی وہ عقل و دقت سے پہلے طبع کے نزدیک روشن ہے لیکن افسوس کہ بعض انسان خواہ مخواہ تنازعہ کے گور کو دھندے اور بے معنی بحث کے حل کرنے میں کوشش کرتے کرتے گمے جلتے ہیں اور جس طرح چکنے گھرنے پر پانی نہیں ٹھہرتا ان کے پھیلائے ہوئے دلائل بھی یوں ہی رہ جاتے ہیں اور مدعا پر ثابت نہیں ہو سکتا پھر بھی اسکے وہ درپہ اثبات رہتے ہیں اور بے تعلق باتوں سے بھی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسئلہ تنازعہ صحیح ہے۔

اس وقت ہمارے سامنے اخبار مسافر اگر غور مودہ ۱۲۵ پر مل رکھا ہوا ہے جس کے صفحہ ۱۲ پر تنازعہ کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا گیا ہے۔ جس میں مضمون نگار لکھتا ہے۔ دو آج اسکو نقلی دلائل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں کہ کیا نقلی دلائل بھی اسکے حق میں ہیں یا کہ خلاف۔ یعنی منکران وید کا اکثر اوقات یہ سوال ہوا کرتا ہے کہ "تنازعہ" کے واسطے وید اقدس سے سند پیش کرو قبل ازیں کہ وید اقدس کی شرقی پیش کی جائے یہ مناسب بلکہ بعید از انصاف نہ ہو گا کہ اگر اسکو آج قرآن شریف کو حل کر کے دکھایا جائے کہ قرآن کریم کا اس مسئلہ کی بابت کیا حکم ہے۔

اس قدر لکھ کر نامہ نگار ہما شہ جی تنازعہ کی تائید کی ذیل کی آیت پیش کرتے ہیں۔
 "کیف نکضرون باللہ وکنتم امواتا فاحیو کم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون" ترجمہ :- کس طرح تم انکار کرتے ہو اللہ کا حالانکہ تم تھے بے جان پس اس نے زندہ کیا پھر تم کو مارتے گا تمہیں پھر اسکی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اسکے بعد ہما شہ جی بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ

وہ نوٹ لکھتے ہیں جو ترقی اسلام کے مطبوعہ پارہ میں اس آیت کے بعض الفاظ کے متعلق ہے جو یہ ہے۔
 (۲) فاحیو کم۔ یعنی عدم سے وجود میں لایا
 (۳) ثم یمیتکم۔ یعنی تمہاری جانیں قبض کرے گا جس سے تمہاری اس زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا۔
 (۴) ثم یحییکم۔ یعنی تمہاری زندگی ثابت ہے۔
 (۵) ثم الیہ ترجعون۔ یعنی حشر یا یا جانا ہے۔

یہ نوٹ اور یہ نوٹ ہے جس سے نامہ نگار مسافر تنازعہ کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ حالانکہ اس آیت میں تنازعہ کی تردید ہی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ انسان بے جان لطفہ تھا خدا نے اسے زندہ کیا پھر اسے مارے گا۔ پھر قبر کی زندگی بعد اس کا حشر کرے گا۔ سو یہ آیت تنازعہ کو الگ بلکہ اس کا رد ہے ذیل کی وجوہ پر غور کیا جائے گا کہ یہ آیت تنازعہ کا رد اسلئے ہے کہ تنازعہ میں کئی جنموں کا ہونا مانا گیا ہے اور یہ آیت کئی جنموں کے خلاف مرنے کے بعد قبر اور پھر حشر کو بتاتی ہے۔

(۲) یہ آیت تنازعہ کا رد اس لیے ہے کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ وہ روح جو ایک جسم میں ہے قبر میں پھر وہ روح اسی جسم سے متعلق کی جاتی ہے۔ پس اس سے تنازعہ باطل ہوا کیونکہ تنازعہ میں روح کا دوسرا ایسے قالب میں جانا تسلیم کیا گیا ہے جو پہلے قالب سے ایسا الگ تھلگ ہے کہ اسے پہلے قالب سے ہرگز کوئی مناسبت نہیں جیسے بندر۔ کشتی۔ بلی وغیرہ۔
 (۳) یہ آیت اس لیے تنازعہ کا رد کرتی ہے کہ آیت روح کے بعد وفات دنیا میں آنے کی تردید کرتی ہے اور تنازعہ کی تعریف میں تسلیم کیا گیا ہے کہ روح دنیا میں لوٹ کر آتی ہے اور کسی جنم میں پڑ کر کرم کا پھل بھوکتی ہے

(۴) ثم الیہ ترجعون (پھر تم اسی خدا کی طرف لوٹے جاؤ گے) آیت کا یہ لفظ خاص طور پر تنازعہ کی تردید کر رہا ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ مردے قبر کی زندگی بعد خدا کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے کوئی دوسرا قالب اور دنیا جنم نہیں پائیں گے۔ اور تنازعہ کے متعلق تسلیم کیا گیا ہے کہ جب تک کتنی نہ ہو جو بار بار پیدا ہوتا اور مرتا رہتا ہے۔
 (۵) دیکھو یہ کاش سہلا سہلا نواسی
 صفحہ ۳۳۴

فاطرین :- اس آیت نے تنازعہ کی تردید جیسا کہ اس کی ہے وہ آپ نے لافہ فرمائی مگر مسافر کے نامہ نگار کی جرئت بھی دیکھنے کے قابل ہے آپ فرماتے ہیں۔
 "احمدی جماعت کے علماءوں نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ قیامت سے پہلے بھی زندگی ہوگی جسکو انھوں نے قبر کی زندگی سے تعبیر کیا ہے مگر میرا یہ دعویٰ ہے کہ ہرگز یہ دیکھیں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے قبر کا مفہوم ظاہر ہو سکا ہو لافہ فرماتے ہیں کہ قیامت سے پہلے جو زندگی ہوگی وہ بذریعہ تنازعہ ہوگی۔"

اس کے متعلق گزارش کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ نامہ نگار ہما شہ جی نے اس چھوٹی سی عبارت میں کس طرح غلطی پر غلطی کی ہے۔
 اول یہ کہ خیال ہما شہ جی اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے قبر کا مفہوم ظاہر ہو تو یقیناً کوئی ایسا لفظ بھی ہرگز نہیں جس سے تنازعہ کا مفہوم ظاہر ہو سکے۔
 دوسرے :- یہ کہ ہما شہ جی نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اسلام نے کھلے کھلے طریق پر بالاحتمال تنازعہ کی تردید کی ہے پھر کیوں کر تنازعہ کی تائید قرآن کی کسی آیت سے مل سکتی ہے۔

تیسرے یہ کہ جب قرآن پاک اور حدیث اور تفسیر اور تمام کتب عقائد نے واضح طور پر مع دلائل تنازعہ کی تردید کر دی ہے تو پھر اس آیت میں شریک کیا کرنا مراد وہی زندگی ہے جو حشر سے پہلے قبر میں ہوگی۔ چوتھے یہ کہ حیات مسلمات میں سے ہے اسکی تفسیر ہر جگہ ضروری نہیں۔ دیکھو مرنے کے بعد قبر سے تعلق ہوتا ہے اور اسی میں زندگی ہوتی ہے اور روح قبر سے باہر کسی دوسرے جسم میں نہیں جاتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ انسان کی بابت فرماتا ہے۔ "ثم امرنا انہ فاقیہ یعنی فلا انسان کو مارتا ہے اور اسکے لیے قبر ٹھکانا بناتا ہے۔"

پس اس سے معلوم ہوا کہ موت کے بعد انسان قبر ہی کی زندگی پاتا ہے نہ کہ بہت سے جنموں کا چکر لگاتا ہے۔ پس از روئے قرآن کریم تنازعہ بالکل بلوہ مسافر کے نامہ نگار کا وسوسہ زائل۔
 یا بچو :- یہ کہ ہر اک جگہ قرآن شریف میں نص ہے کہ انسان کی دو موتیں اور دو حیاتیں ہیں۔ دو موتیں ہیں ایک حالت لطفہ کی وہ سہری دنیا سے انتقال کی موت دو حیاتیں ہیں کہ ایک دنیا میں پیدا ہونے کی زندگی دوسری قبر میں جانے کے بعد کی زندگی ان کے علاوہ نہ کوئی زندگی نہ کوئی موت۔ یہ مضمون سورہ مؤمن رکوع دوم کی

اس آیت میں ہے۔ اَمَلْنَا الْاٰلِیْنَ وَاَحِبِّیْنَ اَللّٰہِیْنَ
جہتے یہ کہ ہمارے نامہ نگار کا فرض تھا کہ سارے قرآن کے
مطالعہ اپنی خواہش کے موافق کسی آیت کے معنی نہ بنا
بلکہ یہ بھی دیکھ لیتے کہ قرآن نے دوبارہ جنم لینے اور
روح کو پھر دنیا میں واپس آنے کی کس قدر صاف تردید
کی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَمِمَّا فَتٰی قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ یَعْنِیْ خُذَا
جس روح پر موت کا فیصلہ صادر فرماتا ہے اُسے روک
رکھتا ہے۔

اس آیت نے تو تنازعہ کو بیخ و بن گستاخ کر دیا کیونکہ
تنازعہ کے خالق اسیم کیا گیا ہے۔ کہ
”جب تک کہتی نہ ہو جیو بار بار پیدا ہوتا اور مرتا رہتا“
اور اس آیت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ انتقال کرنا
کی روح دوبارہ دنیا میں آتی ہی نہیں۔ اب اگر یہی تنازعہ
ہے جیسا کہ اس آیت سے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
ہم سخت افسوس کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا
ہی عقل دے۔

نامہ نگار ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
تنازعہ کی تائید میں آج ہمیشہ کیا ہے اس کا جواب
اچھی طرح سے دیا جا چکا ہے چنانچہ ہمارے ہمارے ہمارے
فرماتے ہیں:-

وہ اہل اسلام اعتراض کریں گے کہ یہ کیا حماقت ہے
کہ ایک آیت کو بار بار پیش کیا جاتا ہے۔ جبکہ کسی
دفعہ یہ عقل کی کسوٹی پر پرکھی جا چکی ہے یعنی
اس آیت کا سینکڑوں مرتبہ جواب دیا جا چکا،
کہ اللہ تعالیٰ نے عدم سے پیدا کیا اور پھر بار بار
روز قیامت کو اٹھا لے گا۔

ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیعت
ثانی بروزی دن میں ہونا بیان ہوا ہے مگر ہمارے
جی کہتے تھے کہ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے

”قرآن میں مسطور ہے کہ حضرت محمد صاحب کا دوبارہ
جنم ہوگا اس خیال کو پڑھ کر اہل اسلام چونک پڑیں گے
کہ میں یہ کیا یادہ گوئی ہے بلکہ آں حضرت کا دوسرا
جنم یہ معنی دارو“

مگر ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
فرماتے کہ وہ سورہ جمعہ کی آیت نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں
یہ کہ احمدی علماء کا وہ ٹوٹ بھی سادھی نقل کر دیتے ہیں
جہ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
کوئی گھر نہیں چھوڑتا۔

چنانچہ اس نوٹ میں صاف لکھا ہے اور ہمارے ہمارے ہمارے
انکھیں بند کر کے اُسے نقل بھی کر دیا ہے کہ
”لیکن اس دوسری بعثت سے یہ مراد نہیں کہ خود
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی دوبارہ تشریف
لاؤ گے یا یہ کہ آپ کی روح اور جسم میں حلول کر کے
اس دنیا میں آوے گی بلکہ آپ کا دوبارہ بعثت سے
آپ کے امت (امت) میں سے کسی شخص کا کھڑا
ہونا مراد ہے۔“

اب اس نوٹ کے ہوتے ہوئے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
اصرار سب بیکار ہے ایسے لامعنی اور فضول خیال کا
جواب دینا بھی کوئی ضروری نہیں۔

دن روشن ہے۔ آفتاب چمک رہا ہے مگر ایک کتاب
پتے نہیں نہیں یہ دن نہیں رات ہے تو ایسے شخص کا
کیا علاج کیا جائیگا کہ یہی کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے
پس اس کھلے ٹوٹ کو لکھ کر جو ہمارے ہمارے ہمارے
بند کر دیں تو ہم سوا اسکے اور کیا کہیں کہ خدا تعالیٰ
ہدایت دے اور انکی روحانی آنکھیں روشن کر دے

مولوی عبدالمجید صاحب بدلتونی سے ایک مطالبہ

KHILAFAT LIBRARY

جناب مولانا۔ یہ ظاہر کرنے کی چند اہم حاجتیں
کہ میرے اور جناب کے سابقہ تعلقات کیا تھے
میں آپ کا ضرور خواہ ہوں اور اسوقت جو کچھ کہ رہا ہوں
آپ کی بہتری کی نیت سے کہ رہا ہوں یہ ہر سوں شب
عالم رویار میں جناب کو تبلیغ حق کرتے ہوئے یہ
کہہ رہا تھا کہ وہ ہمیں یہ تعلیم نہیں دی گئی کہ ہم کسکو
ایسا پہنچائیں ہم ہر اک قوم کے معزز فرد کو عزت کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں، اور یہ صرف ہمارا قول نہیں بلکہ
خدا کے فضل سے عمل ہے۔

اس لیے آپ یقین کریں کہ ذیل میں جو مطالبہ آپ کے
کیا جاتا ہے وہ آپ کی خیر خواہی کے لیے ہے
وہ مطالبہ جس کا جواب دینا آپ کا
فرض ہے
کتاب خلاصۃ العقائد جو آپ کی تصنیف ہے اسکے

جسوقتے باب میں صفحہ ۳۴ پر آپ نے حضرت جبریل
فی حلال الانبیاء برزخ مصطفیٰ سیدنا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و امام مہدی محمود علیہ وعلیٰ مطاعہ
محمد بن السلام کے متعلق ایک نوٹ لکھا ہے جس میں آپ
لکھتے ہیں کہ
”شک ہے کہ جبریل میں لاہور میں مرض ایلاوس میں
مبتلا ہو کر اپنے مفر کو پیچھے“

پس اسوقت ہم اخبار ہذا کے ذریعہ آپ کے مطالبہ
کر رہے ہیں کہ آپ ہمیں مطلع کریں کہ یہ نوٹ آپ نے کیوں
لکھا۔ اور کس ذریعہ سے آپ کو یہ خبر ملی تھی جسے آپ نے
خلاصۃ العقائد صفحہ ۳۴ پر شائع کیا ہے۔ ضروری ہے
کہ آپ اس ذریعہ کی پوری تشریح کر دیں اور یہ بھی بتا دیں
کہ وہ ذریعہ کہاں تک اور کس وجہ سے قابل اعتبار
تھا جو آپ نے اس پر اعتماد کر کے اپنی کتاب میں یہ خبر درج
کر دی۔

مجھے یاد ہے کہ میں جب احمدیت کی طرف مائل تھا اور
آپ سے احمدیت پر گفتگو ہو رہی تھی اسوقت بھی میں نے
جناب سے مطالبہ کیا تھا لیکن جناب نے کوئی
کسی بخش جواب نہیں دیا تھا۔ اور گمراہی تھا کہ میں نے
اخبار سے نقل کیا ہے۔ لیکن نہ کوئی یہ خبر اخبار
مجھے جناب نے دکھائی نہ ایسے کسی اخبار کا نام ہی
بتایا جس میں خلاصۃ العقائد کی شائع کردہ خبر درج ہو
اسی طرح جناب حافظ ظہور احمد صاحب مختار نے بھی مجھے
بیان کیا اور میں خود ان کے مکان پر وہ اخبار دیکھنے
گیا۔ جس میں یہ خبر درج ہو مگر حافظ صاحب نے
بھی کوئی ایسا اخبار نہ دکھایا پھر مدد سے شمس العلوم کے
بعض طلبہ کے بھی آپ کی شناخت کردہ خبر سرے سے
تکذیب مسیح موعود و امام مہدی کے لیے ایک دلیل بنا کر
پیش کی لیکن جب میں نے اس سے مطالبہ کیا کہ یہ بات
وہ اپنے ہاتھ سے ایک کاغذ پر لکھ دیں تو وہ اسکے
لیے تیار نہ ہو سکے۔ بہر حال ہم اسوقت آپ کے

مطالبہ کرتے ہیں

کہ حضرت سیدنا جبریل اللہ فی حلال الانبیاء برزخ مصطفیٰ
غلام احمد قادیانی مسیح موعود و امام مہدی محمود علی
مطالعہ والسلام کے متعلق جو نوٹ مذکور بالا آئیے
خلاصۃ العقائد صفحہ ۳۴ پر شائع کیا ہے اس کا ثبوت
اور ماخذ آپ جلد پیش کریں۔ اگر آپ نے کسی اخبار
سے لکھا ہے تو اخبار کا وہ پرچہ جس میں یہ خبر
شائع ہوئی ہے میرے پاس بذریعہ ڈاک بیرنگ

روانہ کریں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ کسی کے
تو آپ کا مسئلہ پر یہ احتیاط کے ساتھ دیکھنے کو
بعد میں واپس کر دیں گا۔ اور اگر آپ یہ نہیں کر سکتے
تو ضروری ہے کہ اس پر یہ کا حوالہ دے نام لکھیں
و مقام اشاعت و تاریخ اشاعت اور اس کے
صفحہ اور کالم اور سطروں کا حوالہ اپنے قلم سے
تحریر کر کے میرے پاس بھیجیں۔
اور ابھی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں لکھتے کہ آپ
ہمارے پیش کردہ ضروری مطالبہ کا جواب دیں
والسلام علی من اتبع الهدی

ابو محمد محفوظ الحق قادیان دارالامان

مذہبی کانفرنس

مذہبی کانفرنس ہونی چاہیے جس میں مختلف
مذہب کے نمائندے اپنی اپنی مذہب کی خوبیاں
کو پس اور کوئی کسی پر کسی قسم کا حملہ نہ کرے
ہمارے نزدیک ایسی کانفرنس کا انعقاد دنیا
ضرور ہے اور جس قدر جلد ایسی کانفرنس قائم
ہو اتنا ہی اچھا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک دوسرے
پر شکوت جتنی کے بجائے باہمی محبت پیدا ہو سکتی ہے
میں نے اول ہمارے آقا و نامہ دار کے اس تجویز کو مذہبی
دنیا کے سامنے رکھا تھا کہ اگر مختلف مذاہب کے
پیراؤ کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچنا چاہتے ہیں تو وہ
ایک دوسرے پر شکوت جتنی کرنے کی بجائے اپنے اپنے
مذہب کی خوبیاں بیان کرنا سیکھیں۔ اگرچہ اس وقت
لوگوں نے کان نہ دھرا مگر زمانہ آیا کہ اب خود بخود
لوگ اس طرف آ رہے ہیں۔

کیا ہماری ترقی کی رفتار تسلیم بخش ہے

اسلام کی طرف بلا کر انھیں دینی اور دنیوی نعمتوں
سے مالا مال کرتا ہے۔ جس طرح یہ درست ہے
کہ آج روئے زمین پر اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے
کہ جس کے سارے عافیت میں اگر انسان دین و دنیا
کی برکات کا وارث بن سکتا ہے۔ اسی طرح

یہ بھی درست ہے کہ دنیا میں کثرت سے انسان
ابھی اسلام سے محروم ہیں۔ اور جس طرح یہ امر
ہے۔ اسی طرح یہ بھی حق ہے۔ کہ لوگوں کو اسلام
کی طرف بلانے کے لیے ہماری تبلیغی کوششیں
بہت ہی افسوسناک اور محدود ہیں۔
دنیا دار لوگ جنکی محنت کے ثمرات صرف اس کی
دنیا تک محدود ہیں۔ ذرا اچھی طرف نظر ڈال کر
دیکھو کہ وہ کس طرح اپنی دھن میں دیوانہ وار
چلے جا رہے ہیں

ولایت میں ایک کانفرنس شروع ہوئی
اور وہ بھی مزدوروں کی اس میں مزدوروں یا
مزدوروں سے قائم مقاموں کے سوا اور کوئی شامل
نہیں ہو سکتا۔ سو سو سال پیش اس کا اجلاس
... پانچسٹری میں ہوا ہے اور اس وقت اس کے
مستقبل ممبروں کی تعداد ساڑھے چار لاکھ سے
زیادہ نہیں بلکہ سو سو سال بعد پھر اس کانفرنس
کا اجلاس پانچسٹری میں آتا ہے اور اس وقت اس کے
مستقبل ممبروں کی تعداد ساڑھے تین لاکھ تک پہنچ
جاتی۔ سہارا۔ اس کے کانفرنس کے مستقبل ممبروں
یا ممبروں کی تعداد میں سو سو سال کے عرصہ میں
دو چار لاکھ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کی طرف
ولایت کی اس سوسائٹی کی حالت کو نظر کے سامنے
رکھ لو اور دوسری طرف کسی نئی سوسائٹی کی
حالت کو دیکھو۔ اور پھر خوب اچھی طرح
خیال کرو کہ کسی سوسائٹی کی ترقی یا کامیابی کا
اصلی راز کیا ہے؟

عربی تعلیم میں دن بدن کمی

سکول سے جن میں ۵۳۷۵۴ طلباء تعلیم پاتے
تھے اور اب یعنی ۱۹۶۷ء میں ۶۷۱۷۱ عربی اور فارسی
سکولوں کی تعداد ۱۲۵۰ رہ گئی ہے اور ان لوگوں کی تعداد
۳۵۴۳۳ گویا تقریباً ساڑھے چار ہزار سکول کم ہو گئی
اور طلباء میں بھی ہزار سے زیادہ کمی واقع ہوئی۔
اسی طرح خاص پنجاب میں جو عربی پڑھانے کے
سکول ہیں۔ ان میں بھی کم کی کمی واقع ہوئی ہے۔
مسلمانوں کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ عربی مدارس
میں اگر اسی طرح کمی واقع ہوتی گئی تو زبان عربی جو

ہماری مذہبی زبان ہے اور جس میں خدا کا پیارا کلام
نازل ہوا اگر اس پیاری زبان کی تنزل کی ہی صورت
ہی تو اس کا جواز ہو گا وہ صاف ظاہر ہے۔ اگر اس
اثر کے ہم محفوظ رہنا چاہتے ہیں اور عربی زبان
کو زندہ رکھنے کے خواہشمند ہیں تو ہمیں اس کی فکر
کرنی چاہیے۔

کنواری کنوار و غیر ٹیکس

لگانے کا سوال خاص خود پر غور ہے۔ بقول
اکسپرس ۳۹ سال تک کے مزدور اور ۲۰ سال تک کی
سین بیٹا ہی عورتیں ٹیکس سے مستثنی ہوں گی۔
اس سے زیادہ عمر کے غیر شادی شدہ مردوں اور
عورتوں پر ٹیکس لگایا جائیگا۔ جس کے اثر اہل
الترائے موہم ہیں۔

اسلام میں ایک ایسا مذہب ہے جو ہدایت
اور توجہ کو پسند نہیں کرتا ولایت میں کنواری اور کنواری
پر ٹیکس لگانا یہ اسلام کی اصول کی یکساں ہے
اور یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ عملی رنگ میں اگر کوئی
مذہب قابل قبول نیست ہو سکتا ہے تو وہ صرف
اسلام ہی ہے۔

شکات پیدا ہوا جس کی وجہ سے
میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور ساتھ ہی
توجہ میں ایک ممتاز خدمت پر غور
۱۹۶۷ء میں جب چینک یورپ شروع ہوئی
تو وہ خود ان کے اپنے اور فوج میں بھرتی ہوئے
تو انھیں پھر نیا کہ میدان جنگ میں بھیج دیا
لیا وہاں ان سے ایسی ہمدردی کے کارنامے ہوئے
میں آئے کہ انھیں اول کر نیل اور بعد ازاں برطانیہ
جنرل کے عہد پر ترقی دی گئی۔ اسی شمار میں دو چار
دفعہ زخمی ہوئے۔ آخر کار لڑنے کے قابل قرار
دیئے گئے۔ جب الوطنی کے جوش نے انھیں غلام بننے
دیا اور نام تبدیل کر کے دوبارہ بطور سپاہی بھرتی
ہوئے۔ اس دفعہ بھی ان سے ایسے کارنامے
نایاں ظہور میں آئے کہ اول کار پول اور بعد میں سارجنٹ
کے عہد پر ممتاز ہوئے نیز حکام نے ان کے لیے
لفٹنٹ کا شاہی کمیشن منظور کیا۔ دوا جاننا ہی
دیتے ہوئے وہ پھر زخمی ہوئے اور زخمی ہونے کی اطلاع

۳۰ اپنی شخصیت حق نہ کو کے۔ شناخت کیے جاتے بعد وہ پھر کرنیل کی عہد پر بحال کر دیے گئے ان کی عمر اس وقت چالیس سال سے کم ہے۔ درحقیقت

بسم الله الرحمن الرحيم * محمد و علی علیہ السلام ایک آریہ کے اعتراض کا جواب

پرسوں ایک آریہ طالب علم نے مجھے اعتراض کیا کہ مسلمان بت پرست ہیں جو اس قدر دور دراز فاصلے کر کے مکہ میں جاتے ہیں تاکہ پیش کرتے ہیں۔ اسکی طرف سے کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں۔ حج اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ اسوقت جو خوابا تا آریہ طالب علم کو دے گئے۔ بفضل ایزدی اسیر سکا بہت عمدہ اثر پڑا۔ اب میں وہ جواب فائدہ عام کے لیے درج ذیل کرتا ہوں۔

یہ علم الہی کسی امر یا کان لانے یا کسی شے کی تعظیم کرنے سے اس کی عبادت لازم نہیں آتی۔ جتنا اسکو خدا یا خدا کی صورت یا موصوف بہ صفات الہی نہ سمجھا جائے۔ ہملوگ نہ کعبہ کو بت نہ بتکدہ نہ موصوف بہ صفات باری سمجھتے ہیں علی ہذا حج اسود کو نہ بت نہ معبود نہ اس میں کوئی خدا کی صفات قرار دیتے ہیں۔ تو ہملوگ اللہ کے حکم سے صرف ایک مکان (بیت اللہ) میں اللہ کی مناسبت تعظیم کرنے سے کیسے مشرک ہو گئے؟ ہم لوگ کعبہ کو ایک متبرک و محترم مکان توحید کے اعلیٰ درجہ کے وعظا خلیف الی اللہ (خلیف سب چیزوں سے موحد موثر کر بخیر ہو جانو اللہ) حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بنا اور یادگار اور دنیا میں عبادت الہی کا لوگوں کے لیے پہلا گھر سمجھا کر یہ بت تو اب و اطاعت امر الی صمد کا کلف و مصائب و ریاضت شاقہ برداشت کر کے توحید کے مبداء و خلیف کی یادگار کو دیکھتے جاتے ہیں تو اطاعت امر الی کے لحاظ سے گیوں ثواب کے مستحق نہ ہوں گے؟

بت پرستی اور حج میں نہایت ہی فرق بلکہ لطائن صریح ہے۔ بت پرست بتوں کو خدا یا خدا کی صورت یا موصوف بہ صفات الہی سمجھتے ہیں۔ اور ہملوگ خانہ کعبہ اور حج اسود کو بت نہ خدا نہ خدا کی صورت نہ خدا کا شریک خیال کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک جو شخص یہ کہے کہ میں کعبہ شریف کی عبادت کرتا ہوں یا وہ اسکو خدا یا خدا کی صورت سمجھتا ہوں تو ہم جسے اول درجہ کا اور یکا کافر جانتے ہیں۔ پس حج کو بت پرستی سے مناسبت ہی کیا ہے جبکہ اعتقاد

مہانت صحیح ہے قال رسول اللہ صلعم انسانا اعمال بالبنیات عملوں کے پھل تو نیتوں پر موقوف ہیں۔ اسوقت مجھ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث یاد آگئی جس سے مجھ پر اس میں مسلمانوں کے اصلی معتقدات کا پتہ لگ جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ مسلمان لوگ حج کو بجز اطاعت الہی و متابعت رسالت نبی ہی اور کیا سمجھتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حج اسود کو بوسہ دینے لگے تو اُن کا خیال تھا؟ روی عن عمر انہ انتہائی الی الحج اسود فقال لا قبلک والی اللہ علم انک حج لا تضر ولا تنفع وان اللہ ربی ولولا انی رايت رسول اللہ صلعم لقبلت ما قبلتک حضرت عمر سے روایت ہے کہ آپ حج اسود کے پاس گئے اور کہا میں تجھے جو مشابہوں پر میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے نہ ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع اور میرا اب اللہ ہی ہے اور جو میں سوچتا صلعم کو تجھے جو مشابہوں نہ دیکھتا کہی نہ چمکتا۔ اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے موحد مل کا حج اور استلام (کسی شے کو صرف بوسہ دینے سے اسکی عبادت لازم نہیں آتی جتنا اس شے حق میں معبود ہونے کا اعتقاد نہ ہو مسلمان جو حج اسود کو چومتے ہیں تو اسوجہ سے نہیں کہ وہ اسکو خدا یا خدا کی صورت سمجھتے ہیں۔ بلکہ استمالا امر الی اسکو بوسہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعتقاد تھا بوسہ دینے سے کیسی عبادت لازم نہیں آتی۔ ہاں باپ بال بچوں کو پیار سے بوسہ دیتے ہیں تو کیا بال بچہ کی عبادت لازم آگئی۔ بال بچے۔ ہاں باپ کے ہاتھوں کو پیار سے چوم لیتے ہیں تو اس چومنے کو کوئی دانشمند عبادت نہیں کہہ سکتا۔ بوسہ کبھی پیار سے ہوتا ہے کبھی تعظیم سے اسکا دنیا میں عام رواج ہے۔ مگر کوئی اسکو عبادت قرار نہیں دیتا (فانہ قد بصر) حج اسود کے بارے میں جو کچھ اعتقاد تھا اور اُن کے رک و پے میں توحید الہی جیسے سرایت کئے ہوئے تھے اس کا حال صاف منکشف ہو جاتا ہے۔

ہاں جو یوں کہو کہ پھر حج کے فرض کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اور اس کا فائدہ کیا ہے؟ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اسلام میں تین قسم کی عبادت مقرر ہے ایک دہائی دوسری مالی تیسری جسمی زبان کی عبادت تو نماز اور زکوٰۃ الہی ہے اور مالی عبادت زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ اور جسمی عبادت ایک وہ بڑی

ریاضت شاقہ ہے۔ جو مسلمانوں کو سال کے اندر مہینہ بھر میں ایک دفعہ کرنی پڑتی ہے اور گویا اپنے بدن کی زکوٰۃ نکالنی پڑتی ہے۔ اور جو بعض دفعہ نہایت سخت گرمی میں جبکہ جیل اپنے گھونسلے کو چھوڑ دیتی ہے۔ جاڑ پڑتی ہے یعنی روزہ جو روح انسانی کا تنقیہ کرنے والا نفس کو کچلا نیوالا۔ امر اور غیا و فقرہ او کا ممد و بنائے والا اور نفس نانی کو اعلیٰ درجہ کا درست کرنے والا ہے۔

اور دوسرے حج ہے جو مکلف انسان کو ساری عمر میں ایک دفعہ کرنا پڑتا ہے جو نہایت محروم و خلوص سے امتثال الامر الہی سفر و غربت کی صعوبت برداشت کرنی پڑتی ہے اور اس کے فوائد چند یہ ہیں:

حج کے فائدے

- (۱) اطاعت امر الہی بہ کمال عجز و خلوص قال اللہ تعالیٰ و اتقوا الحج والعمرة للہ تم حج اور عمرہ اللہ کے واسطے پورا کرو۔
- (۲) حصول ریاضت کاملہ و تحمل مصائب شاقہ۔
- (۳) سفر و غربت کی کمال (دوسری قوموں میں نہیں ہے کہ کوئی شخص ساری عمر گھر سے نہ نکلے اور ایک ہی جگہ بیٹھا رہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے فوائد جو بت پرستوں میں سفر میں اٹھانی ہیں۔ ہرگز نہ اٹھائے مگر جس مذہب نے سفر کو لازم کر دیا ہے اور سفر کے فوائد سے بہرہ ور ہونے کو ضروری ٹھہرا دیا ہے وہ اسلام ہی ہے جس میں حج کو فرض کر کے تمام دنیا سے کابل اور سستی کی جڑ لگا دی ہے اور مسلمانوں کو فوائد سفر سے آگاہ کر کے عملی طور پر سفر کے مفاد حاصل کرنے کا موقع دیا ہے۔
- (۴) تکالیف برداشت کر کے صبر و استقلال کا خوگر ہونا (۵) سستی اور کابل کا ازالہ جو سدا ایک ہی جگہ رہنے سے انسان کو لاحق ہو جاتی ہے۔
- (۶) تمام دنیا کا ایک ہی مرکز (مبداء اسلام) کی طرف مائل ہونا اور ایک ہی سلسلہ اخوت میں مسلسل اور منسلک ہو جانا۔ اسلام کے مبداء کو دیکھ کر اسلام و بانی اسلام کی عزت و عظمت کو دل میں جگہ کرنا۔
- (۷) اتفاق کی خوشگھنڈا اور تمام دنیا میں سے مختلف اقسام کے لوگوں کا ایک جامع ہو کر اتحاد پیدا کرنا۔
- (۸) اسباب تجارت و ہاں لیجانا اور یوں نیادی فائدہ بھی اٹھانا۔

(۸) مختلف لوگوں کے اخلاق و فضائل کا ایک دوسرے کے اوپر پرتو پڑتا۔ اور ایک دوسرے سے محاسن اخلاق لے لیتا۔

(۹) کثرت یاد الہی اور ملکہ تمام لوگوں کا ایک ہی ملکہ خدا کو بہ اتفاق یاد کرنا ہے جو ایک عجیب حسین اور بڑا موثر و حلاوت و قوت نظر رکھتا ہے۔

پھر سب سے بڑی دلیل اس امر کی کہ حج کعبہ سے کعبہ کی عبادت مقصود نہیں۔ ایک ہے کہ حج کے اندر حقیقتاً رعبہ اور اذکار و قنات فوقتاً موقع موقع پر پڑھتے جاتے ہیں۔ کسی میں کعبہ کی عبادت اور عظمت بجا کا ذکر کرتا نہیں ہے بلکہ سب میں خدا کی یاد اور اسی سے لو لگی ہوئی ہے۔ اور ہر جگہ بر خلوص قلب اور صدق قلب سے انشائی کا ذکر کیا جاتا ہے بہت زیادہ جو کلمہ ہاں پڑھا جاتا ہے لیلیٰ اللہ سبحانہ لیلیٰ اللہ تعالیٰ جس کے معنی ہیں حاضر ہوں میں تیرے دربار میں۔ انرا انہی حاضر ہوں میں :-

پس بڑے تعجب کی بات یہ کہ ایسی مفید اور عظیم الشان عبادت کو جو کفر و شرک کو جڑ سے کاٹنے والی ہے اسے شرک خیال کیا جاوے۔

اور جو یہ خیال کیا جاوے کہ مسلمان لوگ جو کعبہ کی طرف موقوفہ کرنے کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس لیے وہ مصروف عبادت الہی میں بلکہ کعبہ کی پرستش اور عبادت کرتے ہیں اور اسی کی واسطے تمام طریق تعلیم بجا لاتے ہیں کثرت کلمت مخرج من افواہہم (بڑی بات ہو کر ان کے موقد سے نکلتی ہے۔ انفسوس! صد افسوس! انکو خبر نہیں کہ مسلمانوں کا بجز ظاہری رخ کے سارا باطن اور باطنی رخ انہی کی طرف متوجہ اور ادھر ہی لگا ہوا ہے اور وہ ہمہ تن خدا کی عبادت اور اسی کی تعظیم میں مصروف ہیں بلکہ اسی واسطے نماز کے شروع میں ہر مسلمان یہ آیت پڑھتا ہے اتی وجہی الذی فی قطر دت السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ میں نے اپنا رخ اُس اندر کی طرف کیا جس سے اسکا وزمین بنائے ہیں۔ ایک رخ ہو کر اور شریک کرنا اللہ میں سے نہیں ہوں۔ جس سے محاف ظاہر ہے کہ اہل اسلام کا باطنی رخ اور دلی توجہ اور مصروفی ہے اور سچا قبلہ انہوں نے اسی وجہ لائے ایک کو شہر رکھا ہے کہ کیا ہی خوب کہا ہے ایک انگریزی مورخ نے کہ فضائل اسلام میں سے یہ بھی ایک

فضیلت ہے۔ کہ اسلام کے مسابہ ملکہ سے نہیں بنا کے جاتے اور خدا کی خدائی میں ہر جگہ عبادت ہو سکتی ہے ایما تو لو ان شہد وجہہ اللہ حیث مقام پر خدائی عبادت کی جاوے وہی مقدس مقام ہے اور اسی کو مسجد سمجھ لیجئے مسلمان چاہے سفر میں ہو چاہے حضر میں جب نماز کا وقت آتا ہے ہندو مختصر اور پر جوش فقرات میں اپنے خالق سے اپنے دل کا حال عرض کر لیتا ہے۔ اسکی نماز اس قدر طولانی نہیں ہوتی کہ اُس کا تکی گھرا جائے اور نماز میں وہ جو کچھ پڑھتا ہے اُس کا مضمون ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی عجز و نحاسی کا اقرار اور اُس کے فضل و رحمت پر توکل غیبت کیا جائیں کہ اسلام میں عبادت۔ خدا کا ہزار کیا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

جو لوگ کعبہ کی طرف موقوفہ کر کے نماز پڑھنے کو عبادت کعبہ تصور کرتے ہیں اور بت پرستی سے مشا دیتے ہیں۔ انہیں ساری نماز کے اندر نہیں کعبہ کی پرستش کا ذکر یا کم از کم نام ہی تلاش کر کے بتانا چاہیے اور جبکہ خدا کی عظمت والو ہدیت اور ہدہ کی عجز و عیوب کے اظہار و اقرار کے سوا کے نماز کے اندر کم از کم کعبہ کا نام تک نہیں تو کیسے انفسوس اور دکھ کی بات ہے کہ خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر ایسی عقل و اہل نماز پر بے باکانہ سوچ رکھا جائے۔ بلاشبہ اسلامی نماز کی عذری اور فوقیت اور ساری نمازوں سے جو دنیا کے اندر ہیں اس فضیلت اور جامعیت و خالصتہ و خیرہ اور حیران اور ششدر اور پریشان کر کے ایسے ایسے نامعقول۔۔۔۔۔۔ باتوں کے کہنے پر آمادہ کرتی ہے۔

ہاں مسلمان حلیف اور بیکہ حق میں وہ سنیں گے کہ قبلے بنا کر ادھر ادھر والو اندول نہیں پھر سنا ایک ہی اللہ اور ایک ہی پیغمبر اور ایک ہی موعز جگہ (مسجد الاسلام) یادگار اور اسم علیہ السلام کا اسلامی یادگار کے طور پر بد قرار دیدیا اور اسلام کے ظاہری علامات ٹھکرادیا ہے۔

پھر یہ کہ اگر مسلمان کسی عمارت کے عبادت شائق ہوتے تو باعث ایجاد کائنات عجیب و جودات کے روضہ مبارک سے بڑھ کر ان کے لیے کوئی مقام زیادہ ترز مندہ اور کامل عظمت نہ تھا اور جو کچھ اُس صادق و صدوق ہادی نبی نے اپنی مزار مبارک کو عید بنانے سے سخت ممانعت فرمائی ہے اس سے ظاہر ہے کہ مکہ کی طرف موقوفہ کرنا بجز ظاہری

توجہ اور امتثال امر کے اسکی عبادت کا شائبہ تک نہیں ہے۔

ہندوستان میں بیوہ عورتوں کی تعداد

۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے حساب سے ہندوستان کی کل عورتوں کی تعداد تقریباً چودہ کروڑ ۴۰ لاکھ تھی۔ لیکن کمال درجہ کا افسوس ہے کہ ان میں چھ کروڑ ۳۰ لاکھ بیوہ تھیں ان بیوہ عورتوں کی تعداد حسب ذیل ہے :-

تعداد	عمر	نمبر شمار
ایک سال سے کم	ایک ہزار ۶۴	۱
ایک سال سے دو سال تک	ایک ہزار ۲ سو ۱۷	۲
۲ سے ۳ سال تک	دو ہزار ۲ سو ۱۷	۳
۳ سے ۴ سال تک	۴ ہزار ۵ سو ۱۳	۴
۴ سے ۵ سال تک	۶ ہزار ۸ سو ۶۲	۵
۵ سے ۶ سال تک	۹ ہزار ۷ سو ۷۷	۶
۶ سے ۱۰ سال تک	۹ ہزار ۸ سو ۶۲	۷
۱۰ سے ۱۵ سال تک	۱۵ لاکھ ۲۲ ہزار ۸ سو ۶۷	۸
۱۵ سے ۲۰ سال تک	۲۰ لاکھ ۲۲ ہزار ۸ سو ۶۷	۹
۲۰ سے ۲۵ سال تک	۲۵ لاکھ ۲۲ ہزار ۸ سو ۶۷	۱۰

اس کے اندراج کی علت غائی یہ ہے کہ ان لڑکیوں کی تعداد بتائی جائے۔ جو خیر سے ابھی پورے طور پر پیدا نہیں ہو چکی ہیں بڑی عورتیں تو خیر گردش روز گاتے سے بیوہ ہو چکی ہیں

پھر زیادہ حیرانی یہ کہ ہندو بیوگان کی تعداد بہت بڑی ہے۔ چنانچہ نمبر ۸ میں ۸ سو ۶۷ ہندو لڑکیاں ہیں (۲۹) ۱۰۲۹ (۳) ۸۶ (۵) ۱۵۰۰ اور علی ہذا القیاس دیکھئے اس روشن زمانہ میں بھی کس قدر اندھیر پر پامور ہے :-

سکرٹیری صلیب نیچا پلسی کمیٹی لکھتے ہیں :-

چنے کا نرخ !

ہم گذشتہ اشاعت میں یہ اطلاع شائع کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ ہند نے آئندہ تینوں میں گندم کی اسی مقدار میں جو پنجاب سے باہر دیگر صوبوں میں بھیجی جاتی تھی بہت کمی کر دی ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ چنے متعلق بھی اس قسم کی نیدش عائد کی جا سکتی ہے

ہم چنے کی مقدار سارا میں بہت زیادہ کمی کی منظوری دیدی گئی ہے۔ یعنی گذشتہ تینوں میں مقدار چھ سو جات میں بھیجا جاتا تھا اب اس سے تقریباً ایک تہائی چنے کے باہر چنے کی اجازت ہوگی۔ امید کہ ان تدابیر سے شہری رگ چالیگی اور چنے کے نرخ میں حلیہ ہی کمی واقع ہو جائے گی

ایک نئی کتاب | ایک نئی کتاب | ایک نئی کتاب باوانانک کامدھک

یہ بالکل نئی قطعی نادر اور ایسا نوری نادر ہے جو تصنیف ہی یہ کتاب کیا ہے؟ سمجھ کر دیا کو
نور میں خد کی ہے۔ اس کے قبل سکھ مذہب کے متعلق کوئی ایسی نادر اور جامع کتاب
نہیں تھی۔ یہ قابل قدر تصنیف صدیوں کے بچھڑے ہوئے ناپید ہو چکی اور کچھ
دوستوں کے تمام کئے دور کر کے نکلے گئے۔ اس کتاب نے پہلی لکچر میں ایک نادر
اور مفید ترین اضافہ ہے جسے اس کتاب کے تیار کرنے میں اتنی ہی خوشی ہوئی ہے
جتنی کہ ایک بیمار کو تندرست ہونیکے اور ایک غریب کو دولت ملنے کی اور ایک
کسان کو وقت پر بارش ہونے کے اور ایک جوہل کو فتح پانے کے بعد جس قدر
خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اس کتاب کے تیار کرنے کے لیے بلا سبب لکھنے والے
سے بھی زیادہ اوراق پر مدد فرمائی گئی تھی۔ اس کتاب کے دوسرے صفحہ پر دست
مضامین پر نظر ڈالتے ہی سے آپ لکھنے کے کہ بلاشبہ کسی تیار ہی کے لیے
کمال محنت اور دیدہ ریزی سے کام لینا پڑا ہے لکھائی چھپائی کا قاعدہ نہایت
اسی اعلیٰ قیمت پر (پندرہ روپے) یا جلد ایک روپیہ چار آنہ (پندرہ روپے)

سواکھری باوانانک: شروع ہو
آخر تک باوانانک کی زندگی کے حالات
نیز اس کتاب میں نہایت ہی فصاحت و
ادب و صراحت اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے
کہ حضرت باوانانک دھرم راجہ لالہ لکھنؤ
اور ولی اللہ علیہ السلام کے مکتوب و اقصیت
حاصل کرنے لیے اور سکھ صاحبان میں
تبلیغ کے واسطے نہایت ہی مفید کتاب ہے
قیمت جلد ۱۲ روپے غیر مجلد ۱۲ روپے
فتح ممبین :- ایڈیٹر نور کا ایک مشہور
آریہ نیت سے زبردست مباحثہ جس
میں آریہ نیت کو اپنے موافق سے اپنی فطرت
فاش کا اعتراف کرنا پڑا اور سکھ صاحبان
نے بھی ہمارے حق میں گواہی دی۔ آریہ
نیت واقفیت حاصل کرنے کے لیے نہایت
ہی مفید کتاب ہے قیمت صرف ۲ روپے
گورو کی بانی :- ایک ایسا پروردگار جو
میں کہ باوا صاحب ہندو مذہب سے دور
اور اسلامی نور سے بھرپور ہیں اسکی خوبی اس
ظاہر ہے کہ ہندوستان کے میں جوئی کے
اخبارات نے خاکسار ایڈیٹر نور کے حق میں
گواہی دی قیمت صرف ۲ روپے
نیر لہام :- ایک نو مسلم عیال کی تصنیف
جس میں اس اپنے قبول اسلام کے دھرمات
اور سچی مذہب پر اسلام کی فضیلت دکھائی
تحت صرف ۵ روپے
بھارت برکش :- دھرم پال کے نخل اسلام
کا جواب آریہ مذہب کو متعلق نہایت ہی مفید
کتاب ہے جس سے کہ مصنف نے دنیا کو نور
میں لایا ہے قیمت صرف ۵ روپے
فتح یرواں :- ایک دہریہ جہاں میں ہندو
ہی مفید اور موثر لار کتاب ہے جس
نکات سے لبریز ہے قیمت صرف ۵ روپے
تدبیر :- تدبیر اور تدبیر پر نہایت موثر
الارام کا ہے اس نازک مسئلہ پر اس قدر
نارنگ خیالی سے کام لیا ہے کہ اسے اختیار
وہ وہاں کے مسلمانوں سے مل جاتا ہے قیمت
دھرم کی کسوٹی :- مشہور و معروف
آریہ سوامی درشنانند کے اسلام پر چودہ
سوالوں کے مکمل اور مفصل جوابات
پڑھنے کے قابل قیمت صرف ۵ روپے
حضرت مسیح کی آمد ثانی :- ایک عیسائی
نور مسلم کی مسیح کی آمد ثانی کے متعلق قابل
دیدہ تصنیف ہے قیمت صرف ۱۲ روپے
درخواستیں
تمام پنجہ نور قادیان ضلع گورداسپور

حضری عرق

یہ عرق واقعی حضرت عرق اور اعجاز خدا واسطے۔ دو انہیں بلکہ حکیم اور ڈاکٹر ہے
دیکھنے میں یہ ایک چھوٹی سی شیشی ہے لیکن فائدہ کے اعتبار سے کو ایک
عالیشان دواخانہ
اس شیشی کے ہوتے دواؤں کے بھاری بھاری بکس بکس میں یہ ایسی کارآمد
اور قیمتی دوا ہے کہ اس کی ایک ایک شیشی ہر ایک گھر میں اور ہر ایک مسافر کی جیب
میں ہونی ضروری ہے۔ حضرت عرق کی یہ چھوٹی سی شیشی سنگیٹوں و بیماریوں کو
آسان اور کر دیتی ہے ہر قسم کا اندرونی اور بیرونی درد۔ دانت۔ ٹوڑا۔ کھانسی
درد۔ ہیٹ کا درد۔ سر کا درد اور ہر مرضی کی یہ قیمتی دوا ہے یہاں تک کہ یہ
ہیضہ۔ طاعون۔ پھیپھڑوں کی بیماری تیریدت دوا ہے عرق کوئی بیمار ہوا سے
یوں ہی دید و۔ ہر قدر دست خدا کا

تاشا و بھو

حضری عرق ناگہانی آفات۔ جل جانے۔ چوٹ لگنے۔ کٹ جانے موزی
جانوروں (سناپ بھو) کے ڈس لینے کا بھی فوری علاج ہے۔ حضرت عرق
واقعی ایک نہایت قابل قدر دوا ہے۔ اگر گھر میں اس کی ایک شیشی ہو
تو کسی نہ کسی وقت گھر کسی آدمی کے کام آسکتی ہے :-
حضری عرق اچانک پیدا ہو جانے والی بیماریوں اور امراض کے دورہ کو
روک دیتا ہے پہلے یہ بات بطور اصول بیان کی جاتی تھی کہ ایک ہی دوا مختلف
مرضوں کو دور نہیں کر سکتی لیکن اس حضرت عرق نے اس قاعدے کو توڑ دیا
یہ عرق اندرونی اور بیرونی تمام بیماریوں کو دور کر دیتا ہے :- پھر

لطف یہ

کہ کھایا بھی جاتا ہے اور لگایا بھی جاتا ہے۔ ماشہ رتی ڈا استعمال ہوتی ہے اور
اس دوا میں نقصان دینے والا یا شیدا کوئی جزو شامل نہیں :-
حضری عرق کو جس نے ایک تہہ آزمایا۔ اس نے ہمیشہ کے لیے اپنا رفیق بنایا۔ اور
ہمیشہ کے لیے اس کا شریار بن گیا۔ الغرض :- دوا خدا تعالیٰ کی
حکمت بالغہ
کا ایک نمونہ ہے۔ زیادہ تعریف فضول ہے جب آپ کو استعمال کرنے لگے۔ اس کا فائدہ
مخود بخود ظاہر ہو جائے گا قیمت فی شیشی ۱۲ روپے علاوہ محمول ڈاک :-

صلے کا پتہ

ایم فیروز الدین انور خان قادیان دارالامان ضلع گورداسپور
پنجاب